السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

پلاٹ رقبہ اس غرض سے خریدا تھا کہ یہاں مدرسہ بنے گا، یہاں بچے تعلیم حاصل کریں گے اور ضرورت پڑنے پر عید بھی پڑھی جائے گی اور جلسہ وغیرہ بھی ہوجائے گا، یہ پلاٹ زکوۃ کی رقم سے خریدا تھا جو اس پر عمارت تعمیر ہوئی وہ کثرت سے زکوۃ کی رقم سے بنی۔ قربانی کے مویشیوں کو فروخت کرکے وہ رقم بھی اس پر لگی۔ کیا اب اس کو گرا کر مسجد تعمیر ہوسکتی ہے؟ اس کا فیصلہ قرآن سنت کی رو سے وضاحت کریں۔ یہ مدرسہ یا جگہ پاکستان میں ہو یا بیرون (ملک کیا سب کے لیے یکساں مسئلہ ہے؟ (مسائل مہتمم حاجی محمد ابراہیم

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ قربانی کے چمڑے بوجوہ مسجد کی تعمیر اور اس کے متعلقہ سامان کی فراہمی میں نہیں لگ سکتے۔ اول یہ کہ یہ خاص مساکین، یتامیٰ اور دراصل دوسرے نادار لوگوں کا حق ہے، یعنی قربانی کے چمڑوں کا مصرف صرف یہی لوگ ہیں

(عن عَلِيِّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَهُ: «أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلاَلَهَا، فِي المَسَاكِينِ وَلاَ يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا)) (متفق علیہ صحیح البخاری ج ا ص ۲۳۲))

حضرت علی کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کی حفاظت کروں، ان کا گوشت، ان کی کھالیں اور ان کے جھول پالان مسکینوں میں تقسیم کردوں اور قصابوں کو اس میں اجرت نہ دوں۔''

(قال فی سبل السلام دَلَّ الحدیث عَلیٰ اَنَّہُ یَتَصَدَّقُ بِالْجُلُودِ وَالْجِلَالِ الخ۔ (سبل السلام ج ۳ ص ۹۵

اس حدیث میں دلیل ہے کہ قربانی کے جانور کا چمڑا، جھول وغیرہ بھی صدقہ کردیا جائے۔

نووی لکھتے ہیں:

(وفی ھذا الحدیث فوائد کثیرۃ منھا انہ یتصدق بلحومھا وجلودھا وجلالھا ان لا یعطی الجزار منھا لان عطیۃ عوض عن عملہ فیکون معنی بیع جزء منھا وذالک لا یجوز۔ (ص ۴۲۳

اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں: ایک یہ ہے کہ قربانیوں کے گوشت، چمڑے اور پلان صدقہ کردیے جائیں اور قربانی کا کوئی حصہ جزارت میں نہ دیا جائے کیوں کہ یہ قربانی کی بیع کے حکم میں ہے جو کہ جائز نہیں۔

ثانی یہ کہ قربانی کی کھال بیچنا منع ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ چمڑا اہی مستحق کو دے دیا جائے۔ چنانچہ یہی امر بنص حدیث ثابت ہے۔ مسند احمد میں ہے: وَاسْتَمْتِعُوا بِجُلُودِهَا وَلَا تَبِيعُوهَا (فتاوی نذیریہ ص ۲۴۱ ج ۳) یعنی اسے کے ''چمڑے سے خود فائدہ تو اٹھا سکتے ہو، مگر بیچ نہیں سکتے۔

'' سنن الکبری للبیہقی میں ہے آپ نے فرمایا مَنْ بَاعَ جِلْدَ اَضْحِیَتِہٖ فَلَا اُضْحِیَةَ لَہٗ۔ (فتاویٰ نذیریہ ص) ''جس نے قربانی کا چمڑا بیچا اس کی قربانی نہین ہوئی۔

صاحب السبل کہتے ہیں:

(حُكْمُ الْأُضْحِيَّةِ حُكْمُ الْهَدْيِ فِي أَنَّهُ لَا يُبَاعُ لَحْمُهَا وَلَا جِلْدُهَا وَلَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْهَا شَيْئًا اجرة۔ (سبل السلام ج ۳ ص ۹۵

''یعنی اضحیہ کا حکم ہدی کا سا ہے ان کا گوشت اور چمڑے بیچے نہیں جا سکتے اور نہ ہی قصاب کو مزدوری میں دیے جا سکتے ہیں۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا: مسجد یا اس کا متعلقہ سامان لاؤڈ سپیکر وغیرہ قربانی کی کھالوں کا مصرف ہرگز نہیں ہیں، قربانی کی کھالیں صرف فقرا، یتامیٰ اور دوسرے مستحقین کا حق ہے۔ بہتر تو یہی ہے کھال ہی مستحقین کے سپرد کردی جائے، تاہم فقراء و مساکین کی بہتری کے پیش نظر کھالیں فروخت کرکے ان کی قیمت فقراء، مساکین میں تقسیم کی جا سکتی ہے، مگر پیسے وہی ہوں، تبدیل نہ کئے جائیں۔ فتاویٰ روپڑیہ (ص ۴۳۵ ج ۲) کے مطابق حضرت محدث روپڑی اور فتاوی ثنائیہ (ص ۲۶، ج ا اور ص ۲۲، ج ا) کے مطابق شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری اور فتاویٰ نذیریہ (ص ۲۴۱ ج ۳) کے مطابق حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین کا بھی یہی فتویٰ ہے اور ہیچ مرد کی رائے بھی یہی ہے۔ لہٰذا فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ کے پیش نظر لاؤڈ سپیکر کو فروخت کرکے اس کی قیمت اور مسجد کو دی گئی بقایا رقم، یعنی کھالوں کی ساری رقم فقراء میں تقسیم کردینا ضروری امر ہے ورنہ قربانیاں اکارت جائیں گی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ محمدیہ](#)

ج1ص313

محدث فتویٰ